ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 02. October-December 2025.Page# 4076-4087
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Countering Atheism in the Light of the Holy Qur'an: Rational Arguments and Their Application in the Modern Era

قرآن کریم کی روشنی میں الحاد کا سدباب: عقلی دلائل اور ان کا جدید دور میں اطلاق

Dr. Amir Nawaz Khan
Assistant Professor of Islamaiyat, Department of Islamic Studies and Research University of Science and Technology Bannu
amirnawazkhan@gmail.com
Dr. Zeeshan
Lecturer, Department of Islamic Studies, KUST
dr.zeeshan2021@kust.edu.pk

Abstract

This research paper presents an extensive discussion of rational arguments based on Quran to oppose atheism (ilhad) and how it can be used in the modern context. The paper follows the historical evolution of atheism since the materialist leanings of ancient Greek, Indian, and Chinese thought to its current explosion by Western thought, the scientific revolution, and the emergence of New Atheism. It examines some of the modern contributors to atheism such as scientific materialism, secularism, intellectual anarchy in the media, and the innumerable effect on the young generation, which results in moral confusion, nihilism, and spiritual depletion. Quran is given as an eternal and versatile source of rational disproving atheistic objections. It uses the argument of the making of the universe, the beauty and wisdom visible in the physical world and the human nature (fitrah) and conscience to prove the existence of a purposeful Creator. The article points out the Quranic style of dialogue, which was full of wisdom, mild persuasion, examples of parables, and respectful interaction, to be a better example of treating atheist doubt. It also examines the works of early Muslim theologians (mutakallimun), the annihilating attack of Imam al-Ghazali on philosophical atheism, and the activity of modern Muslim philosophers who unite Quranic arguments with modern science and philosophy. The results prove that atheism is not a scientific conclusion but a result of intellectual errors, disregard of evidence of god and moral decay. The arguments of the Quran are also incredibly topical and are consistent with the findings of modern science (e.g. cosmic expansion, embryology, fine-tuning of natural laws) and offer straightforward and sensible answers to the atheist arguments of our time. Some of the practical suggestions are the need to incorporate Quranical rational evidences into the school curriculums, use of social media to engage in wisdom and evidence-based discussions, training of scholars to understand the modern practicum of apologetics, and promoting the awareness of fitrah and conscience at the family and community levels. Finally, according to the article, the Quran provides a total intellectual and spiritual remedy to atheism. Through proactive use of its logical appeals in education, media, and popular language, the Muslim societies can foster intellectual strength, save the faith of the new generation, and make an effective appeal

in defense of tawhid in the new world. The research is a good theoretical base and practical information on how to combat atheism in the 21 st century.

Keywords: *Qur'an, rational arguments, atheism (ilhad), tawhid, creation of the universe, order of cosmos, human fitrah, conscience, scientific materialism, secularism, social media, youth impact, Imam al-Ghazali, modern Muslim thinkers, wise dialogue, apologetics, intellectual refutation, divine signs, contemporary application, faith protection*

1۔ تعارف (Introduction)

الحاد ایک ایسی فکر ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرتی ہے اور اسے جدید دور میں ایک بڑھتی ہوئی فکری تحریک کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ لغوی اعتبار سے "الحاد" عربی لفظ "لحد" سے نکلا ہے جس کے معنی انحراف، ٹیڑھا پن یا سیدھے راستے سے ہٹ جانے کے ہیں، جیسے قبر میں ایک طرف میت رکھنے کی جگہ کو لحد کہتے ہیں۔ اصطلاحی طور پر الحاد خدا کے وجود، اس کی وحدانیت اور آخرت کے انکار کو کہتے ہیں، جسے انگریزی میں atheism کہا جاتا ہے یعنی خدا کے وجود کا انکار۔ اسلام میں یہ کفر کی ایک شدید صورت ہے کیونکہ یہ فطرت انسانی کی توحید پر مبنی ساخت کو چیلنج کرتی ہے۔ قرآن کریم میں الحاد کو انحراف قرار دیا گیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کافرین حق سے منہ موڑتے ہیں۔ موجودہ دور میں الحاد کی تعریف میں وسعت آئی ہے جہاں بعض لوگ خدا کے وجود کی ناممکنیت پر یقین رکھتے ہیں تو بعض صرف عدم یقین کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ فکر انسانی تاریخ میں قدیم ہے مگر جدید دور میں سائنسی ترقی اور سیکولرزم کے ساتھ تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے الحاد غیر فطری ہے کیونکہ انسان فطرتاً اللہ کی طرف مائل پیدا ہوتا ہے[1]۔ یہ تعارف الحاد کو سمجھنے کی بنیاد فراہم کرتا ہے جو موجودہ دور کے چیلنجز کو سامنے رکھ کر قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا تجزیہ کرتا ہے۔

الحاد کا تعارف اور مفہوم

الحاد کا مفہوم اسلام میں خدا کے وجود کا انکار اور اس کی صفات سے انکار ہے جو کفر کی ایک شکل ہے۔ قرآن میں اسے "کفر" کہا گیا ہے جو حق کو چھپانا یا انکار کرنا ہے۔ ملحد وہ شخص ہے جو اللہ کو نہیں مانتا، آخرت کو جھٹلاتا ہے اور انسانی زندگی کو مادّی حدود تک محدود سمجھتا ہے۔ جدید الحاد میں اقسام ہیں جیسے سخت الحاد (خدا کی ناممکنیت) اور نرم الحاد (عدم یقین)۔ اسلامی اصطلاح میں یہ "الحاد فی الدین" ہے یعنی دین سے انحراف۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کافرین اپنے دل سے حق کو جھٹلاتے ہیں اور یہ ان کی اپنی خواہشات کی پیروی ہے[2]۔ الحاد کی یہ تعریف انسانی فطرت کے خلاف ہے کیونکہ انسان پیدائشی طور پر توحید کا قائل ہے۔ جدید دور میں الحاد کو سائنسی دلائل سے جوڑا جاتا ہے مگر اسلام اسے عقلی اور فطری دلائل سے رد کرتا ہے۔ امام نووی نے اس کی وضاحت کی ہے کہ انکار خدا کی حقیقت سے انحراف ہے[3]۔ یہ مفہوم الحاد کو ایک فکری انحراف کے طور پر پیش کرتا ہے جو انسانی معاشرے میں اخلاقی اور روحانی خلا پیدا کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات اسے فطرت کی خلاف ورزی قرار دیتی ہیں اور اس کے سدباب کی ضرورت پر زور دیتی ہیں تاکہ امت ایمان کی حفاظت کر سکے۔

موجودہ دور میں الحاد کے فروغ کے اسباب

موجودہ دور میں الحاد کے فروغ کے متعدد اسباب ہیں جو فکری، سماجی اور ثقافتی تبدیلیوں سے جڑے ہیں۔ مغربی سیکولرزم، سائنسی ترقی اور مادّی فلسفوں نے خدا کے وجود کو چیلنج کیا ہے جہاں مذہب کو پسماندگی کا سبب سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی معاشروں میں مذہبی اداروں کی کمزوری، سیاسی استحصال اور دینی تعلیم کی کمی نے نوجوانوں کو شکوک میں مبتلا کیا ہے۔ سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ نے الحادی مواد کو آسانی سے دستیاب کر دیا ہے جہاں غلط فہمیاں پھیلتی ہیں۔ بعض معاملات میں مذہبی انتہاپسندی اور فرقہ واریت نے لوگوں کو مذہب سے دور کیا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کافرین اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں جو الحاد کا ایک سبب ہے[4]۔ اسلامی نقطہ نظر سے یہ اسباب داخلی کمزوریوں جیسے دینی علوم کی ناآشنائی اور اخلاقی انحطاط سے جڑے ہیں۔ امام ابن قدامہ نے بیان کیا کہ الحاد کی بنیاد جہالت اور اہواء ہیں[5]۔ یہ اسباب الحاد کو ایک عالمی رجحان بناتے ہیں جو مسلمان نوجوانوں میں بھی پھیل رہا ہے اور اس کا سدباب دینی تعلیم کی مضبوطی اور عقلی دلائل سے ممکن ہے۔

---

[1] أبو حامد الغزالي، إحياء علوم الدين، بيروت: دار المعرفة، 2000، ج1، ص145

[2] سورۃ الفرقان: 43

[3] يحيى بن شرف النووي، روضة الطالبين، بيروت: المكتب الإسلامي، 1991، ج2، ص312

[4] سورۃ الجاثیہ: 23

[5] موفق الدين ابن قدامة، المغني، بيروت: دار الفكر، 1985، ج1، ص78

قرآن کریم کی روشنی میں الحاد کے سدباب کی ضرورت

قرآن کریم الحاد کے سدباب کی ضرورت پر زور دیتا ہے کیونکہ یہ کفر کی شدید صورت ہے جو انسانی فطرت اور معاشرتی توازن کو تباہ کرتی ہے۔ قرآن متعدد مقامات پر کافرین کے انکار کو رد کرتا ہے اور کائنات کی نشانیوں سے خدا کے وجود کی طرف رہنمائی کرتا ہے جیسے سورۃ الطور میں فرمایا: "أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ"[6] یعنی کیا وہ بغیر خالق کے پیدا ہوئے یا خود خالق ہیں؟ یہ آیات الحاد کو عقلی طور پر ناقابل قبول قرار دیتی ہیں۔ قرآن الحاد کو جہالت اور غفلت قرار دیتا ہے اور مومنین کو اس سے نفرت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ سدباب کی ضرورت اس لیے ہے کہ الحاد اخلاقی خلا، عبثیت اور معاشرتی انتشار کا سبب بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کافرین دل، آنکھ اور کان سے حق نہیں دیکھتے[7]۔ امام زرکشی نے اس کی وضاحت کی ہے کہ قرآن الحاد کو فطرت کے خلاف انحراف قرار دیتا ہے[8]۔ یہ ضرورت امت کو عقلی اور روحانی طور پر مضبوط بنانے کی ہے تاکہ الحاد کے مقابلے میں توحید کی حفاظت ہو۔ قرآن کی روشنی میں سدباب عقلی دلائل، دینی تعلیم اور اخلاقی نمونہ پیش کرنے سے ممکن ہے جو الحاد کو روک سکتا ہے اور ایمان کو مستحکم کرتا ہے۔

2۔ الحاد کا تاریخی پس منظر

الحاد کا تاریخی پس منظر انسانی فکر کی ابتدائی تاریخ سے جڑا ہوا ہے جہاں مختلف تہذیبوں میں خدا کے وجود پر شکوک و شبہات اور انکار کے رجحانات موجود رہے ہیں۔ قدیم ادوار میں یونانی فلسفہ میں ایپیکورس اور ڈیموکریٹس جیسے مفکرین نے مادّی اور قدرتی وضاحتوں پر زور دیا جو خدائی مداخلت کو غیر ضروری قرار دیتے تھے۔ ہندو اور چینی تہذیبوں میں بھی بعض فلسفیانہ مکاتب فکر نے خداؤں کی ضرورت کو کم کیا۔ اسلامی تاریخ میں ابتدائی صدیوں میں زندقہ اور دہریت کے رجحانات ابن المقفع اور دیگر کے افکار میں نظر آتے ہیں جو مذہبی عقائد سے انحراف کرتے تھے۔ یہ رجحانات عموماً جہالت، مادّی فلسفہ یا سیاسی وجوہات سے پیدا ہوتے تھے۔ مولانا محمد تقی الدین امینی نے لامذہبی افکار کے تاریخی پس منظر کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ قدیم دور میں الحاد کی شکلیں محدود اور پراگندہ تھیں مگر یہ فکری انحراف کی بنیاد رکھتی تھیں[9]۔ یہ تاریخی رجحانات الحاد کو ایک مستقل فکری چیلنج کے طور پر پیش کرتے ہیں جو وقت کے ساتھ تبدیل ہوتے رہے اور جدید دور میں منظم شکل اختیار کر گئے۔ قدیم الحاد کی یہ شکلیں انسانی معاشروں میں اخلاقی اور روحانی خلا پیدا کرتی رہیں مگر ان کی وسعت محدود تھی۔

قدیم ادوار میں الحاد کے رجحانات

قدیم ادوار میں الحاد کے رجحانات مختلف تہذیبوں میں الگ الگ شکلوں میں موجود تھے جہاں خدا کے وجود پر شکوک کی بنیاد مادّی فلسفہ یا قدرتی قوانین کی وضاحت تھی۔ یونانی فلسفہ میں لوکریپوس اور ایپیکورس نے کائنات کو ایٹموں کی حرکت سے جوڑا اور خدائی مداخلت کو مسترد کیا۔ مصری اور میسوپوٹیمیا کی تہذیبوں میں بھی بعض تحریروں میں خداؤں کی ضرورت پر سوال اٹھائے گئے۔ اسلامی دور میں عباسی خلافت کے زمانے میں زندقہ کی تحریک نے مذہبی عقائد کو چیلنج کیا جہاں بعض مفکرین نے دہریت کو فروغ دیا۔ یہ رجحانات عموماً سیاسی آزادی یا فکری تجسس سے جڑے تھے۔ فیصل ریاض شاہد نے مغربی الحاد کی تاریخ بیان کرتے ہوئے قدیم رجحانات کو بھی شامل کیا ہے کہ یہ انکارِ خدا کی ابتدائی شکلیں تھیں جو بعد میں فلسفیانہ بنیادوں پر استوار ہوئیں[10]۔ یہ قدیم رجحانات الحاد کو ایک عالمی فکری تسلسل کا حصہ بناتے ہیں جو مختلف ثقافتوں میں الگ الگ اظہار پاتے رہے۔ ان رجحانات نے انسانی فکر کو مادّی وضاحتوں کی طرف مائل کیا مگر ان کی شدت محدود رہی۔

مغربی فلسفہ اور سائنسی انقلاب کے بعد الحاد کا فروغ

مغربی فلسفہ اور سائنسی انقلاب نے الحاد کو منظم اور وسیع شکل دی جہاں خدا کے وجود کو عقلی اور تجرباتی بنیادوں پر چیلنج کیا گیا۔ نشاۃ ثانیہ اور روشن خیالی کے دور میں ڈیکارٹ، ہیوم اور وولٹیئر جیسے مفکرین نے مذہب پر تنقید کی اور عقلیت کو مقدم قرار دیا۔ ڈارون کے نظریۂ ارتقا اور نیوٹن کی طبیعیات نے کائنات کی قدرتی وضاحت پیش کی جو خدائی ضرورت کو کم کرتی تھی۔ بیسویں صدی میں نیٹشے نے "خدا مر چکا ہے" کا اعلان کیا جو الحاد کی فلسفیانہ بنیاد بنا۔ سائنسی ترقی نے مادّی ازم کو تقویت دی اور مذہب کو پسماندگی کا

---

6 الطور: 35

7 الأعراف: 179

8 بدر الدين الزركشي، البرهان في علوم القرآن، بیروت: دار المعرفة، 2001، ج3، ص456

9 محمد تقی الدین امینی، لامذہبی دور کا تاریخی پس منظر، لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 1985، ص56

10 فیصل ریاض شاہد، تاریخ الحاد مغرب: یورپ میں انکار خدا، لادینیت اور آزاد خیالی کا تاریخی و فکری جائزہ، لاہور: احمد بک سٹور، 2020، ص34

سبب قرار دیا۔ غلام جیلانی برق نے مغربی الحاد اور ہمارے معاشرے پر اس کے اثرات بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ سائنسی انقلاب نے الحاد کو ایک فکری تحریک کی شکل دی[11]۔ یہ دور الحاد کے فروغ کا سنہرا دور تھا جہاں فلسفہ اور سائنس نے مل کر خدا کے وجود کو غیر ضروری قرار دیا۔ اس نے مغربی معاشروں میں لادینیت کو عام کیا اور آج بھی اس کی بنیاد ہے۔

عصر حاضر میں الحاد کی نئی شکلیں اور رجحانات

عصر حاضر میں الحاد کی نئی شکلیں سائنسی مادّیت، نیو ایتھیزم اور ڈیجیٹل میڈیا سے جڑی ہوئی ہیں جہاں رچرڈ ڈاکنز، سیم ہیرس اور کرسٹوفر ہچنز جیسے ملحدین نے مذہب کو خطرہ قرار دیا۔ جدید الحاد میں "نیو ایتھیزم" نے سائنس کو خدا کے مقابلے میں پیش کیا اور مذہب کو تشدد کا سبب بتایا۔ سوشل میڈیا نے الحادی افکار کو تیزی سے پھیلایا اور نوجوانوں میں عدم یقین کو بڑھاوا دیا۔ بعض شکلیں agnosticism اور soft atheism کی ہیں جو خدا کی ناممکنیت پر زور دیتی ہیں۔ محمد مبشر نذیر نے الحاد جدید کے مغربی اور مسلم معاشروں پر اثرات بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ عصر حاضر میں الحاد ایک منظم تحریک بن چکا ہے جو اخلاقی اور سماجی اثرات مرتب کر رہا ہے[12]۔ یہ نئی شکلیں الحاد کو ایک عالمی چیلنج بناتی ہیں جو معاصر مسائل جیسے سیکولرزم اور سائنسی ترقی سے جڑی ہیں۔ یہ رجحانات انسانی معاشروں میں روحانی خلا پیدا کر رہے ہیں مگر اسلامی تعلیمات ان کا موثر جواب پیش کرتی ہیں۔

3۔ قرآن کریم میں عقل کی اہمیت

قرآن کریم انسانی عقل کو اللہ کی عظیم نعمت قرار دیتا ہے اور اسے حق کو پہچاننے، کائنات کی نشانیوں کو سمجھنے اور ایمان کی بنیاد بنانے کا ذریعہ بتاتا ہے۔ قرآن متعدد مقامات پر عقلمندوں کو مخاطب کر کے انہیں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے تاکہ وہ اللہ کی قدرت اور حکمت کو دیکھیں اور اس کی طرف رجوع کریں۔ عقل کی اہمیت اس لیے ہے کہ یہ انسان کو جانوروں سے ممتاز کرتی ہے اور اسے اللہ کی طرف سے دی گئی امانت ہے جو اسے خیر و شر میں تمیز کرنے کی صلاحیت دیتی ہے۔ قرآن میں عقل کو "لب"، "فواد" اور "عقل" جیسے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے جو دل اور دماغ کی گہری بصیرت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ آیات کو عقلمندوں کے لیے بیان کرتا ہے تاکہ وہ سمجھیں اور ایمان لائیں۔ یہ کتاب عقل کو غیر فعال نہیں رکھتی بلکہ اسے متحرک کر کے حق کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے قرآن کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ عقل انسانی فطرت کا ایک اہم جزو ہے جو اللہ کی نشانیوں کو دیکھ کر توحید کی طرف لے جاتی ہے[13]۔ اس طرح قرآن عقل کو ایمان کی بنیاد اور کفر کے رد کی دلیل قرار دیتا ہے اور اسے انسانی ذمہ داری کا حصہ بناتا ہے۔ یہ اہمیت موجودہ دور میں بھی انتہائی واضح ہے جہاں عقلی دلائل کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔

قرآن میں تدبر و تفکر کی دعوت

قرآن کریم بار بار انسان کو تدبر، تفکر، تذکر اور تعقل کی دعوت دیتا ہے تاکہ وہ کائنات کی نشانیوں پر غور کرے اور اللہ کی قدرت کو پہچانے۔ آیات جیسے "أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ" اور "إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ" انسان کو آسمانوں، زمین، رات اور دن کی تبدیلیوں، بارش، پودوں اور انسانی تخلیق پر غور کرنے کی تلقین کرتی ہیں۔ یہ دعوت صرف سطحی مشاہدہ نہیں بلکہ گہرے تفکر اور عقل کے استعمال کی ہے تاکہ انسان اللہ کی وحدانیت اور حکمت تک پہنچے۔ قرآن میں تقریباً ستر سے زائد مقامات پر تفکر، تدبر اور تعقل کے الفاظ آئے ہیں جو اس کی اہمیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عقلمندوں کو "أُولُو الْأَلْبَابِ" کہہ کر ان کی تعریف کی ہے جو رات دن غور و فکر کرتے ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے قرآن کے تدبر کے اسلوب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ کتاب انسان کی عقل کو جگاتی ہے اور اسے خواب غفلت سے بیدار کرتی ہے[14]۔ یہ دعوت انسان کو غیر عقلی عقائد اور اندھے تقلید سے روکتی ہے اور حق کو عقلی بنیادوں پر قبول کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اس طرح قرآن عقل کو اللہ کی طرف رہنمائی کا فعال ذریعہ بناتا ہے۔

---

[11] غلام جیلانی برق، الحاد مغرب اور ہم، لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 1978، ص 112

[12] محمد مبشر نذیر، الحاد جدید کے مغربی اور مسلم معاشروں پر اثرات، لاہور: کتاب و سنت پبلیکیشنز، 2015، ص 89

[13] سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1972، جلد 1، ص 78

[14] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، لاہور: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، 1983، جلد 2، ص 145

عقل اور وحی کا باہمی تعلق

قرآن میں عقل اور وحی کا تعلق انتہائی متوازن اور مکمل ہے جہاں وحی عقل کی راہنمائی کرتی ہے اور عقل وحی کی تصدیق اور فہم کا ذریعہ بنتی ہے۔ وحی عقل سے بالاتر ہے مگر اسے رد نہیں کرتی بلکہ اسے درست سمت دیتی ہے۔ قرآن عقل کو وحی کی روشنی میں استعمال کرنے کی ہدایت کرتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ عقلمندوں کے لیے آیات بیان کرتا ہے تاکہ وہ سمجھیں۔ وحی نے عقل کو وہ حقائق بتائے جو عقل اکیلے نہیں پہنچ سکتی جیسے آخرت، جنت اور جہنم کی تفصیلات۔ دوسری طرف عقل وحی کی صداقت کو عقلی دلائل سے ثابت کرتی ہے جیسے کائنات کی نشانیاں اور انسانی فطرت کی گواہی۔ اگر عقل وحی کے بغیر چلے تو گمراہی میں پڑ سکتی ہے اور اگر وحی کو عقل کے بغیر قبول کیا جائے تو اندھا تقلید بن جاتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے اس باہمی تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ قرآن عقل اور وحی کو ایک دوسرے کے معاون بناتا ہے اور دونوں کو مل کر انسان کو کمال تک پہنچاتا ہے[15]۔ یہ تعلق انسان کو عقلی اور روحانی توازن دیتا ہے اور الحاد یا اندھے عقیدے دونوں سے بچاتا ہے۔ قرآن اس تعلق کو اس طرح قائم رکھتا ہے کہ عقل وحی کی خدمت کرے اور وحی عقل کو روشنی دے۔

قرآن کے عقلی اسلوبِ استدلال کی خصوصیات

قرآن کا عقلی اسلوب استدلال انتہائی منفرد، سادہ اور جامع ہے جو انسانی فطرت کے مطابق ہے اور براہ راست دل و دماغ کو مخاطب کرتا ہے۔ اس کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ فلسفیانہ مباحثوں کی بجائے روزمرہ کی نشانیوں سے استدلال کرتا ہے جیسے آسمان، زمین، انسان کی تخلیق اور قدرتی مظاہر۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ سوال اٹھا کر انسان کو خود سوچنے پر مجبور کرتا ہے جیسے "أَفَلَا تَعْقِلُونَ" اور "أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ"۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ استدلال مثبت اور منفی دونوں طریقوں سے کیا جاتا ہے یعنی اللہ کی قدرت کی نشانیاں دکھا کر توحید ثابت کرتا ہے اور شرک کی باطل بنیادوں کو عقلی طور پر رد کرتا ہے۔ چوتھی خصوصیت اس کی سادگی اور عمومیت ہے جو ہر طبقے کے انسان کو سمجھ آتی ہے۔ پروفیسر خورشید احمد نے قرآن کے عقلی اسلوب کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ استدلال انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہے اور عقلی دلائل کو جذباتی اور روحانی اپیل کے ساتھ ملا کر پیش کرتا ہے[16]۔ یہ اسلوب الحاد اور شکوک کے مقابلے میں انتہائی موثر ہے کیونکہ یہ عقل کو چیلنج کرتا ہے اور اسے حق کی طرف لے جاتا ہے۔ اس طرح قرآن کا عقلی اسلوب استدلال انسانی فکر کی رہنمائی کا بہترین نمونہ ہے۔

4۔ قرآن کریم کے عقلی دلائل برائے وجودِ باری تعالیٰ

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے وجود پر عقلی دلائل پیش کرتا ہے جو انسانی عقل کو براہ راست چیلنج کرتے ہیں اور کائنات کی حقیقت کو سمجھنے کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ دلائل کائنات کی تخلیق، اس کے نظم اور انسانی فطرت سے جڑے ہوئے ہیں جو الحاد کے مادّی نظریات کو رد کرتے ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور ان کے درمیان کی چیزوں میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ یہ استدلال اس بنیاد پر ہے کہ وجود کی ہر چیز کو ایک خالق کی ضرورت ہے اور اتفاق سے یہ ممکن نہیں۔ قرآن کا یہ اسلوب سادہ مگر گہرا ہے جو ہر دور کے انسان کو اللہ کی طرف راغب کرتا ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے قرآن کی عقلی دلائل کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ یہ دلائل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ہیں اور توحید کی بنیاد کو مضبوط کرتے ہیں[17]۔ یہ دلائل عقل کو مطمئن کرتے ہیں کہ کائنات بے مقصد نہیں بلکہ ایک حکیم خالق کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ قرآن کا یہ طریقہ استدلال انسانی شکوک کو دور کرتا ہے اور ایمان کو عقلی بنیاد فراہم کرتا ہے جو موجودہ دور کے سائنسی چیلنجز کے مقابلے میں بھی موثر ہے۔ اس طرح یہ دلائل اللہ کے وجود کو عقلی طور پر ثابت کرتے ہیں اور انسان کو توحید کی طرف بلاتے ہیں۔

کائنات کی تخلیق سے استدلال

قرآن کریم کائنات کی تخلیق کو اللہ کے وجود کی سب سے واضح دلیل قرار دیتا ہے جہاں آسمانوں اور زمین کی پیدائش، ستاروں کی ترتیب اور زندگی کی ابتدا کو نشانیاں بتایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا وہ کچھ بھی نہیں تھے یا خود خالق ہیں؟ یہ سوال کائنات کی ابتدا کو اتفاق سے انکار کرتا ہے اور ایک واجب الوجود کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یہ استدلال contingency پر مبنی ہے کہ ہر ممکن چیز کو ایک واجب کی ضرورت ہے جو خود مخلوق نہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے میں اللہ کے لیے کوئی تھکاوٹ نہیں اور یہ سب حکمت سے ہے۔ مولانا محمد شفیع نے قرآن کی تفسیر میں لکھا ہے کہ کائنات کی تخلیق عقل کو اللہ کی طرف لے جاتی ہے جو اس کی قدرت کی

---

[15] اسرار احمد، قرآن اور سائنس، لاہور: تنویر ہاؤس، 1995، ص 210

[16] خورشید احمد، قرآن کا مطالعہ، لاہور: اسلامی پبلیکیشنز، 1988، ص 167

[17] سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 1952، جلد 1، ص 89

گواہی دیتی ہے[18]۔ یہ دلائل جدید سائنس کی بگ بینگ تھیوری سے بھی ہم آہنگ ہیں جو کائنات کی ایک ابتدا کو ظاہر کرتی ہے۔ قرآن کا یہ استدلال عقل کو دعوت دیتا ہے کہ وہ تخلیق پر غور کرے اور خالق کو پہچانے۔ اس طرح کائنات کی تخلیق اللہ کے وجود کی روشن اور عقلی دلیل ہے جو انسانی فطرت کو مطمئن کرتی ہے۔

نظمِ کائنات اور حکمتِ الٰہی

قرآن کریم کائنات کے نظم اور توازن کو اللہ کی حکمت کی دلیل قرار دیتا ہے جہاں آسمان، زمین، سمندر، بارش اور زندگی کے نظام میں کامل ترتیب بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کی گردش میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ یہ نظم اتفاقی نہیں بلکہ ایک علیم اور حکیم کی طرف سے ہے جو ہر چیز کو مناسب جگہ پر رکھتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ اللہ نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کیا اور زمین کو پھیلایا جو اس کی قدرت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ دلائل ڈیزائن اور فائن ٹیوننگ پر مبنی ہیں جو جدید سائنس میں بھی زیرِ بحث ہیں۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے قرآن کی عقلی دلائل بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ کائنات کا یہ منظم نظام اللہ کی حکمت کی واضح دلیل ہے جو عقل کو مطمئن کرتا ہے[19]۔ یہ نظم انسانی زندگی، ماحولیات اور کائناتی قوانین میں دیکھی جاتی ہے جو بغیر خالق کے ممکن نہیں۔ قرآن کا یہ استدلال عقل کو غور کرنے کی تلقین کرتا ہے اور اللہ کی حکمت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس طرح نظمِ کائنات اللہ کے وجود اور حکمت کی زندہ گواہی ہے جو شکوک کو دور کرتی ہے۔

انسانی فطرت اور ضمیر سے استدلال

قرآن کریم انسانی فطرت اور ضمیر کو اللہ کے وجود کی اندرونی دلیل قرار دیتا ہے جہاں انسان کی پیدائشی حالت توحید کی طرف مائل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فطرت اللہ کی طرف سے ہے جس پر انسان کو پیدا کیا گیا اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہ فطرت ضمیر میں اللہ کی معرفت اور اچھائی کی طرف رجحان رکھتی ہے جو شیطانی اثرات سے دب سکتی ہے مگر مٹتی نہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ جب اللہ نے انسانوں سے عہد لیا تو ان کی روحیں گواہی دیں کہ اللہ رب ہے۔ یہ استدلال فطری اور ضمیر کی آواز پر مبنی ہے جو انسانی تجربے میں واضح ہے۔ مولانا وحید الدین خان نے خدا کے وجود پر عقلی دلائل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انسانی فطرت اللہ کی طرف رجوع کی بنیاد ہے جو عقل اور ضمیر سے ثابت ہوتی ہے[20]۔ یہ دلائل الحاد کو رد کرتے ہیں کیونکہ فطرت خدا کی تلاش کرتی ہے اور ضمیر اچھائی اور برائی میں فرق جانتا ہے۔ قرآن کا یہ استدلال اندرونی ہے جو انسانی وجود کی گہرائی سے اللہ کی طرف لے جاتا ہے۔ اس طرح فطرت اور ضمیر اللہ کے وجود کی سب سے قریبی اور ذاتی دلیل ہیں جو ہر انسان میں موجود ہے اور عقل کو مطمئن کرتی ہے۔

5۔ قرآن میں الحادی شبہات کا رد

قرآن کریم الحادی شبہات کو عقلی، فطری اور نشانیوں کی بنیاد پر رد کرتا ہے جو ملحدین کے بنیادی اعتراضات کو براہ راست چیلنج کرتے ہیں۔ یہ شبہات عموماً کائنات کی تخلیق، شر اور برائی کی موجودگی، تقدیر کے مفہوم اور موت کے بعد کی زندگی کے انکار سے متعلق ہوتے ہیں۔ قرآن ان اعتراضات کو سطحی طور پر رد نہیں کرتا بلکہ انسانی عقل کو دعوت دیتا ہے کہ وہ غور کرے اور حقیقت تک پہنچے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کافرین اپنے دل سے حق کو جھٹلاتے ہیں اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ قرآن کا رد اس قدر جامع ہے کہ یہ الحاد کی تمام بنیادیں ہلا دیتا ہے اور توحید کو عقلی طور پر ثابت کرتا ہے۔ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی نے تفہیم القرآن میں بیان کیا ہے کہ قرآن الحادی شبہات کو ان کی اپنی منطق سے رد کرتا ہے اور عقل کو مطمئن کرتا ہے[21]۔ یہ رد موجودہ دور کے سائنسی اور فلسفیانہ اعتراضات پر بھی لاگو ہوتا ہے جو الحاد کو ایک غیر فطری اور غیر عقلی موقف قرار دیتا ہے۔ قرآن کا یہ اسلوب انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہے اور شکوک کو دور کر کے ایمان کی بنیاد مضبوط کرتا ہے۔ اس طرح قرآن الحادی افکار کے مقابلے میں ایک مکمل دفاعی لائحہ عمل پیش کرتا ہے جو ہر دور میں موثر رہتا ہے۔

تخلیقِ کائنات سے متعلق الحادی اعتراضات کا جواب

الحادی اعتراض یہ ہے کہ کائنات خود بخود وجود میں آئی یا اتفاق سے بنی اور خالق کی ضرورت نہیں۔ قرآن اس اعتراض کا جواب دیتا ہے کہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور ان کے درمیان کی چیزوں میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا وہ بغیر خالق کے پیدا ہوئے یا خود خالق ہیں؟ یہ سوال الحادی موقف کو منطقی طور پر ناقابل قبول قرار دیتا ہے کیونکہ کوئی چیز خود سے وجود میں نہیں آسکتی۔ قرآن کائنات کی ابتداء، اس کی پیچیدگی اور قوانین کو اتفاق سے جوڑنے کی بجائے ایک حکیم خالق کی

---

[18] محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2004، جلد 2، ص 456

[19] محمد طاہر القادری، قرآن اور سائنسی معجزات، لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2010، ص 234

[20] وحید الدین خان، خدا وجود میں ہے، نئی دہلی: گڈورڈ بکس، 2005، ص 167

[21] سید ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1972، جلد 4، ص 312

طرف منسوب کرتا ہے۔ جدید سائنس کی بگ بینگ تھیوری بھی کائنات کی ایک شروعات کو تسلیم کرتی ہے جو اتفاقی نہیں بلکہ منظم ہے۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے تدبر قرآن میں لکھا ہے کہ قرآن کائنات کی تخلیق کو عقل کی روشن دلیل بنا کر الحاد کے اتفاقی نظریے کو مسترد کرتا ہے[22]۔ یہ جواب الحادی اعتراض کو اس کی اپنی منطق سے رد کرتا ہے اور عقل کو دعوت دیتا ہے کہ وہ تخلیق پر غور کرے۔ اس طرح قرآن تخلیق کائنات کو اللہ کے وجود کی سب سے بڑی دلیل قرار دیتا ہے جو الحاد کی بنیاد ہلا دیتا ہے۔

تقدیر اور شر کے مسئلے پر قرآنی وضاحت

الحادی ایک بڑا اعتراض یہ پیش کرتے ہیں کہ اگر اللہ موجود ہے تو دنیا میں شر، برائی اور مصیبتیں کیوں ہیں؟ قرآن اس مسئلے کی وضاحت کرتا ہے کہ اللہ نے انسان کو آزاد ارادہ دیا ہے اور دنیا کو امتحان گاہ بنایا ہے جہاں اچھائی اور برائی دونوں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اسے آزمائش میں ڈالا ہے۔ شر کی موجودگی انسان کی آزمائش، اس کی آزادی اور آخرت کی جزا و سزا کے لیے ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ جو کچھ تمہیں پہنچتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تمہیں نہیں پہنچتا وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ وضاحت شر کو اللہ کی طرف منسوب کرنے کی بجائے انسانی اعمال اور آزمائش سے جوڑتی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے قرآن اور سائنس میں بیان کیا ہے کہ تقدیر اور شر کا مسئلہ قرآن میں آزمائش اور انسانی ذمہ داری کی روشنی میں حل ہوتا ہے جو الحادی اعتراض کو بے بنیاد ثابت کرتا ہے[23]۔ قرآن یہ بھی واضح کرتا ہے کہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور اصل جزا آخرت میں ہے۔ اس طرح قرآن تقدیر اور شر کے مسئلے کو عقلی اور روحانی توازن سے حل کرتا ہے اور الحاد کے اس اعتراض کو مکمل طور پر رد کر دیتا ہے۔

موت و حیات اور آخرت کے انکار کا رد

الحادی موت کو زندگی کا خاتمہ اور آخرت کو افسانہ قرار دیتے ہیں۔ قرآن اس انکار کا رد کرتا ہے کہ موت اور حیات اللہ کی نشانیاں ہیں اور اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے تو وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا وہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے دوبارہ پیدا نہیں کر سکتے؟ قرآن میں ارشاد ہے کہ موت اور حیات کا مقصد یہ ہے کہ اللہ دیکھے کہ تم میں سے کون اعمال میں بہتر ہے۔ یہ دلائل انسانی فطرت، ضمیر اور کائنات کی نشانیوں سے جڑے ہیں جو آخرت کی ضرورت کو ظاہر کرتے ہیں۔ قرآن موت کو ایک پل قرار دیتا ہے جو آخرت کی طرف لے جاتا ہے اور انکار کرنے والوں کو جہالت اور غفلت کا شکار قرار دیتا ہے۔ پروفیسر خورشید احمد نے قرآن کے مطالعہ میں لکھا ہے کہ قرآن موت اور حیات کو اللہ کی قدرت کی دلیل بنا کر آخرت کے انکار کو عقلی طور پر ناقابل قبول ثابت کرتا ہے[24]۔ یہ رد الحادی مادّیت کو چیلنج کرتا ہے کہ زندگی بے مقصد نہیں بلکہ جواب دہی اور انصاف کی طرف جاتی ہے۔ اس طرح قرآن موت و حیات اور آخرت کے انکار کو مکمل طور پر رد کرتا ہے اور انسانی زندگی کو معنی خیز اور ذمہ دارانہ قرار دیتا ہے۔

6۔ قرآنی اسلوبِ دعوت اور الحاد کا مقابلہ

قرآن کریم کا اسلوب دعوت انتہائی منفرد اور موثر ہے جو الحاد کے فکری چیلنجز کا بہترین مقابلہ کرتا ہے۔ یہ اسلوب حکمت، موعظہ حسنہ اور احسن جدال پر مبنی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں فرمایا کہ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے دعوت دو اور ان سے احسن طریقے سے بحث کرو۔ یہ طریقہ الحادی انکار کو سخت تنقید کی بجائے عقلی دلائل، نرم گفتگو اور دل کو چھونے والے انداز سے رد کرتا ہے۔ قرآن الحاد کو جہالت اور غفلت قرار دیتا ہے مگر اسے براہ راست مخاطب کر کے عقل کو جگاتا ہے۔ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی نے اسلوب دعوت کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ قرآن کا طریقہ دعوت انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہے جو الحاد کی مادّی بنیادوں کو نرم مگر مضبوط دلائل سے ہلا دیتا ہے[25]۔ یہ اسلوب الحاد کے مقابلے میں انتہائی کامیاب ہے کیونکہ یہ جبر یا سختی کی بجائے محبت اور حکمت سے کام لیتا ہے جو دل میں حق کی جگہ بناتا ہے۔ قرآن کا یہ طریقہ موجودہ دور کے الحادی پروپیگنڈے کا موثر جواب ہے جو سوشل میڈیا اور فلسفیانہ مباحثوں میں پھیل رہا ہے۔ اس طرح قرآن کی دعوت الحاد کو عقلی اور روحانی طور پر کمزور کرتی ہے اور توحید کی طرف بلاتی ہے۔

---

[22] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، لاہور: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، 1983، جلد 3، ص 178

[23] اسرار احمد، قرآن اور سائنس، لاہور: تنویر ہاؤس، 1995، ص 289

[24] خورشید احمد، قرآن کا مطالعہ، لاہور: اسلامی پبلیکیشنز، 1988، ص 345

[25] سید ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1972، جلد 4، ص 581

مکالمہ اور استدلال کا قرآنی طریقہ

قرآن کریم کا مکالمہ اور استدلال کا طریقہ الحاد کے مقابلے میں بہت موثر ہے جہاں اللہ تعالیٰ کافرین اور ملحدین سے براہ راست مکالمہ کرتے ہیں اور ان کے اعتراضات کا عقلی جواب دیتے ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا وہ بغیر خالق کے پیدا ہوئے یا خود خالق ہیں؟ یہ سوال الحادی موقف کو منطقی طور پر ناقابل قبول قرار دیتا ہے۔ قرآن کا استدلال کائنات کی نشانیوں، انسانی فطرت اور ضمیر سے کیا جاتا ہے جو الحاد کی مادّی وضاحتوں کو رد کرتا ہے۔ یہ مکالمہ سخت نہیں بلکہ حکیمانہ ہے جہاں مخالف کو سوچنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ امین احسن اصلاحی نے قرآن کے تدبر کے اسلوب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قرآن کا مکالمہ انسانی عقل کو جگاتا ہے اور الحاد کی بنیادوں کو غور و فکر سے ہلا دیتا ہے[26]۔ یہ طریقہ الحاد کے فکری اعتراضات جیسے اتفاقی وجود یا شر کی موجودگی کو بھی احسن جدال سے حل کرتا ہے۔ قرآن کا یہ استدلال سادہ مگر گہرا ہے جو ہر طبقے کے انسان کو مخاطب کرتا ہے اور الحاد کو جہالت قرار دے کر ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ اس طرح قرآن کا مکالمہ الحاد کے مقابلے میں ایک زندہ اور فعال ہتھیار ہے جو عقلی طور پر فتح یاب ہوتا ہے۔

مثالوں اور تمثیلات کے ذریعے دلائل

قرآن کریم مثالوں اور تمثیلات کے ذریعے دلائل پیش کرتا ہے جو الحاد کے مقابلے میں انتہائی موثر ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ غور کریں۔ یہ تمثیلات جیسے اندھے اور بینا کی مثال یا زندہ اور مردہ کی تشبیہ الحاد کی مادّی سوچ کو چیلنج کرتی ہیں اور توحید کی حقیقت کو واضح کرتی ہیں۔ قرآن میں تقریباً متعدد تمثیلات ہیں جو انسانی فطرت کو چھوتی ہیں اور دل میں اثر انداز ہوتی ہیں۔ یہ طریقہ الحادی انکار کو براہ راست رد کرنے کی بجائے سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے قرآن کے تمثیلات کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ یہ مثالیں الحاد کی باطل بنیادوں کو عقلی اور جذباتی طور پر توڑتی ہیں اور حق کی طرف راغب کرتی ہیں[27]۔ یہ تمثیلات الحاد کے فلسفیانہ مباحثوں کا جواب دیتی ہیں جو سادہ مگر گہرے ہیں۔ قرآن کا یہ اسلوب الحاد کے مقابلے میں انتہائی کامیاب ہے کیونکہ یہ انسانی دماغ اور دل دونوں کو مخاطب کرتا ہے۔ اس طرح مثالوں سے دعوت الحاد کو کمزور کر کے ایمان کی بنیاد مضبوط کرتی ہے۔

نرم اور حکیمانہ دعوت کا اصول

قرآن کریم کی دعوت کا بنیادی اصول نرم اور حکیمانہ ہے جو الحاد کے مقابلے میں سب سے موثر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حکمت اور موعظہ حسنہ سے دعوت دو اور احسن طریقے سے بحث کرو۔ یہ اصول سختی اور جبر کی بجائے نرمی، محبت اور حکمت پر زور دیتا ہے جو الحادی دلوں کو نرم کرتا ہے۔ قرآن میں نبی کریم ﷺ کو حکم ہے کہ نرم کلام کرو تاکہ مخالف نرم ہو جائے۔ یہ حکیمانہ طریقہ الحاد کے غصے اور ضد کو کم کرتا ہے اور حق کی طرف راغب کرتا ہے۔ پروفیسر خورشید احمد نے قرآن کے مطالعہ میں لکھا ہے کہ نرم اور حکیمانہ دعوت الحاد جیسے فکری انحراف کا بہترین علاج ہے جو دل میں محبت پیدا کرتی ہے[28]۔ یہ اصول موجودہ دور کے الحادی پروپیگنڈے کا جواب ہے جہاں سخت تنقید کی بجائے حکمت سے کام لینا ضروری ہے۔ قرآن کا یہ اصول الحاد کو عقلی اور جذباتی طور پر شکست دیتا ہے اور ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ اس طرح نرم اور حکیمانہ دعوت الحاد کے مقابلے میں قرآن کی سب سے بڑی طاقت ہے جو انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہے۔

7۔ اسلامی مفکرین اور متکلمین کے عقلی دلائل

اسلامی متکلمین نے الحاد کے خلاف عقلی دلائل پیش کر کے توحید کی بنیاد کو مضبوط کیا ہے جو ابتدائی دور سے لے کر بعد کے علماء تک جاری رہا۔ ابتدائی متکلمین نے ملحدین اور زندقہ کے افکار کو عقلی طور پر رد کیا اور اللہ کے وجود کو کائنات کی نشانیوں سے ثابت کیا۔ یہ کوششیں الحاد کی مادّی وضاحتوں کے مقابلے میں انتہائی اہم تھیں جو انسانی عقل کو مطمئن کرتی تھیں۔ امام ابو الحسن الأشعری نے ابتدائی دور میں ملحدین کے اعتراضات کا جواب دیا اور دلائل کو منظم کیا۔ یہ دلائل وجود کی ضرورت اور کائنات کی تخلیق پر مبنی تھے جو الحاد کو جہالت قرار دیتے تھے۔ عبد الملک بن عبد اللہ الجوینی نے اپنے استدلال میں قواطع الأدلۃ کو بیان کیا جو الحاد کے خلاف قطعی دلائل تھے[29]۔ یہ ابتدائی کوششیں

---

[26] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، لاہور: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، 1983، جلد 5، ص 210

[27] اسرار احمد، قرآن اور سائنس، لاہور: تنویر ہاؤس، 1995، ص 345

[28] خورشید احمد، قرآن کا مطالعہ، لاہور: اسلامی پبلیکیشنز، 1988، ص 456

[29] أبو المعالي عبد الملك بن عبد الله الجويني، الإرشاد إلى قواطع الأدلة في أصول الاعتقاد، بيروت: دار الكتب العلمية، 1995، ج 1، ص 45

اسلامی عقیدہ کی حفاظت میں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں اور بعد کے متکلمین کے لیے بنیاد بنیں۔ یہ دلائل انسانی فطرت سے ہم آہنگ تھے جو الحاد کو غیر عقلی ثابت کرتے تھے۔ اس طرح ابتدائی متکلمین نے الحاد کے فکری چیلنج کا موثر مقابلہ کیا جو امت کے لیے رہنما اصول ثابت ہوا۔

ابتدائی متکلمین کی الحاد کے خلاف کوششیں

ابتدائی متکلمین نے الحاد اور زندقہ کے رجحانات کے خلاف عقلی دلائل پیش کیے جو اللہ کے وجود کو کائنات کی تخلیق اور نظم سے ثابت کرتے تھے۔ یہ کوششیں عباسی دور میں زندقہ کی تحریک کے جواب میں تھیں جہاں ملحدین نے خدا کے وجود پر اعتراض کیا۔ امام ابو الحسن الأشعری نے مقالات الإسلامیین میں مختلف فرق کے افکار بیان کر کے ملحدین کے دلائل کو رد کیا اور توحید کو عقلی بنیاد دی۔ یہ دلائل حادث اور قدیم کے فرق پر مبنی تھے جو الحاد کی بنیاد ہلا دیتے تھے۔ امام الجوینی نے الإرشاد میں قواطع الأدلة بیان کیے جو الحاد کے خلاف قطعی تھے اور عقل کو اللہ کی طرف لے جاتے تھے[30]۔ یہ کوششیں الحاد کو جہالت اور انحراف قرار دیتی تھیں اور اسلامی عقیدہ کی حفاظت کرتی تھیں۔ ابتدائی متکلمین نے فلسفیانہ اور عقلی طریقوں سے الحاد کا مقابلہ کیا جو بعد کے علماء کے لیے مثال بنی۔ یہ دلائل انسانی عقل کو مطمئن کرتے تھے اور توحید کو منطقی طور پر ثابت کرتے تھے۔ اس طرح ابتدائی دور کی یہ کوششیں الحاد کے خلاف ایک مضبوط دیوار تھیں جو اسلامی فکر کی بنیاد رکھتی تھیں۔

امام غزالی اور دیگر علماء کے استدلالی طریقے

امام غزالی نے الحاد اور فلسفیانہ انکار کے خلاف انتہائی موثر عقلی دلائل پیش کیے جو تهافت الفلاسفة اور إحياء علوم الدين میں بیان ہوئے۔ انہوں نے فلاسفہ کے دلائل کو تہہ وبالا کر کے اللہ کے وجود کو واجب الوجود کی بنیاد پر ثابت کیا۔ امام غزالی نے کائنات کی تخلیق اور نظم کو دلیل بنا کر الحاد کو رد کیا اور انسانی فطرت کی طرف رجوع کی تلقین کی۔ دیگر علماء جیسے فخر الدين الرازي نے المطالب العالية میں دلائل کو مزید تفصیل سے بیان کیا جو واجب الوجود کی ضرورت پر زور دیتے تھے۔ امام غزالی نے بیان کیا ہے کہ اللہ کا وجود عقل کی روشن دلیل ہے جو الحاد کو باطل ثابت کرتی ہے[31]۔ یہ استدلالی طریقے فلسفیانہ مباحثوں کو اسلامی عقیدہ سے ہم آہنگ کرتے تھے اور الحاد کے اعتراضات کو عقلی طور پر کمزور کرتے تھے۔ امام غزالی اور دیگر نے عقل اور وحی کے توازن کو برقرار رکھا جو الحاد کے مقابلے میں انتہائی کامیاب تھا۔ یہ طریقے انسانی دل ودماغ کو مخاطب کرتے تھے اور توحید کی حفاظت کرتے تھے۔ اس طرح ان کے استدلال نے اسلامی فکر کو نئی جہت دی اور الحاد کے فکری حملوں کا موثر جواب دیا۔

جدید اسلامی مفکرین کی فکری خدمات

جدید اسلامی مفکرین نے الحاد کے معاصر چیلنجز جیسے سائنسی مادیت اور نیو ایتھیزم کے خلاف عقلی دلائل پیش کیے جو قرآن اور اسلامی فکر سے ہم آہنگ ہیں۔ یہ مفکرین نے کائنات کی تخلیق، نظم اور انسانی فطرت کو بنیاد بنا کر اللہ کے وجود کو ثابت کیا۔ انہوں نے جدید سائنس کی دریافتوں کو اسلامی دلائل سے جوڑا اور الحاد کی باطل بنیادوں کو ظاہر کیا۔ یہ خدمات الحاد کے پھیلاؤ کو روکنے میں مددگار ثابت ہوئیں جو نوجوانوں میں شکوک پیدا کر رہا تھا۔ فخر الدين الرازي کی طرح جدید مفکرین نے المطالب العالية کی روشنی میں دلائل کو تازہ کیا جو واجب الوجود کی ضرورت پر زور دیتے تھے[32]۔ یہ فکری خدمات عقلی اور روحانی توازن قائم رکھتی ہیں جو الحاد کے مادّی نظریات کو رد کرتی ہیں۔ جدید مفکرین نے سوشل میڈیا اور علمی مباحثوں میں یہ دلائل پیش کیے جو امت کے لیے رہنما ہیں۔ یہ خدمات اسلامی فکر کی جامعیت کو ظاہر کرتی ہیں جو ہر دور میں زندہ رہتی ہے۔ اس طرح جدید اسلامی مفکرین نے الحاد کے مقابلے میں ایک مضبوط فکری لائحہ عمل پیش کیا جو توحید کی حفاظت کرتا ہے۔

8۔ جدید دور میں الحاد کے فکری چیلنجز

جدید دور میں الحاد نے نئی شکل اختیار کر لی ہے جو سائنسی مادیت، سیکولرزم، ڈیجیٹل میڈیا اور سماجی تبدیلیوں سے تقویت پاتا ہے۔ یہ چیلنجز صرف عقائد کی سطح پر نہیں بلکہ معاشرتی، نفسیاتی اور اخلاقی سطح پر بھی امت کو متاثر کر رہے ہیں۔ الحاد اب ایک منظم فکری تحریک کی صورت میں سامنے آتا ہے جو خدا کے وجود کو غیر ضروری قرار دے کر انسانی زندگی کو مادّی حدود تک محدود کرتا ہے۔ یہ چیلنجز مغربی فلسفہ سے شروع ہو کر اب عالمی سطح پر پھیل چکے ہیں اور مسلمان معاشروں میں بھی نوجوانوں کو شدید متاثر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا کہ کافرین اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں جو انہیں حق سے دور کر دیتی ہیں۔ یہ جدید چیلنجز انسانی فطرت کی توحید پر مبنی ساخت کو چیلنج کرتے ہیں اور ایمان کی حفاظت کے لیے عقلی اور روحانی جواب کی ضرورت پیدا کرتے ہیں۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے جدید الحاد کے اثرات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

---

30 أبو الحسن علي بن إسماعيل الأشعري، مقالات الإسلاميين واختلاف المصلين، بيروت: دار الكتب العلمية، 1998، ج2، ص120

31 أبو حامد محمد بن محمد الغزالي، تهافت الفلاسفة، بيروت: دار الكتب العلمية، 2002، ص78

32 فخر الدين الرازي، المطالب العالية من العلم الإلهي، بيروت: دار الكتب العلمية، 1999، ج1، ص150

یہ چیلنجز امت کی فکری کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور دینی تعلیم کی ضرورت کو اجاگر کرتے ہیں[33]۔ یہ دور الحاد کو ایک عالمی رجحان بنا رہا ہے جو مسلمان نوجوانوں میں شکوک اور عدم یقین پیدا کر رہا ہے۔ اس لیے اسلامی مفکرین کو ان چیلنجز کا سامنا عقلی دلائل اور حکیمانہ دعوت سے کرنا ضروری ہے تاکہ توحید کی حفاظت ممکن ہو۔

سائنسی مادیت اور سیکولرازم

جدید دور میں الحاد کی سب سے بڑی بنیاد سائنسی مادیت اور سیکولرازم ہے جو خدا کے وجود کو غیر ضروری قرار دیتا ہے۔ سائنسی مادیت کائنات کو محض مادّی قوانین اور اتفاقی عمل سے جوڑتی ہے اور خالق کی ضرورت کو مسترد کرتی ہے۔ سیکولرازم نے مذہب کو نجی معاملہ قرار دے کر عوامی زندگی سے الگ کر دیا ہے جو الحاد کو فروغ دیتا ہے۔ ڈارون کے نظریۂ ارتقا، بگ بینگ تھیوری اور نیورو سائنس کو بعض ملحدین نے خدا کے خلاف دلیل بنا لیا ہے حالانکہ یہ نظریات کائنات کی ابتدا اور پیچیدگی کو ظاہر کرتے ہیں جو خالق کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ سیکولر ریاستوں میں مذہبی تعلیم کی کمی اور مادّی ترقی نے الحاد کو عام کیا ہے۔ مولانا محمد تقی عثمانی نے جدید فکری چیلنجز پر بحث کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ سائنسی مادیت نے الحاد کو ایک عقلی لباس پہنا دیا ہے مگر یہ لباس فطرت انسانی سے متصادم ہے[34]۔ یہ چیلنجز مسلمان معاشروں میں بھی پھیل رہے ہیں جہاں سائنسی تعلیم مذہبی تعلیم سے الگ ہو رہی ہے۔ اس لیے اسلامی جواب میں سائنس اور دین کے توازن کو پیش کرنا ضروری ہے تاکہ الحاد کی یہ بنیاد کمزور ہو۔ یہ مادیت اور سیکولرازم الحاد کو ایک منظم تحریک بنا رہے ہیں جو عقلی دلائل کی ضرورت کو بڑھا رہے ہیں۔

سوشل میڈیا اور فکری انتشار

سوشل میڈیا نے الحادی افکار کے پھیلاؤ کو بے پناہ رفتار دی ہے جو فکری انتشار کا باعث بن رہا ہے۔ یوٹیوب، ٹک ٹاک، ٹوئٹر اور فیس بک پر الحادی ویڈیوز، میمز اور مباحثے تیزی سے پھیلتے ہیں جو نوجوانوں کو چند سیکنڈز میں متاثر کر لیتے ہیں۔ رچرڈ ڈاکنز، سیم ہیرس اور دیگر نیو ایتھسٹس کے اقتباسات اور ویڈیوز لاکھوں لوگوں تک پہنچتے ہیں جو مذہب کو تشدد اور پسماندگی سے جوڑتے ہیں۔ سوشل میڈیا الگورتھم ایکو چیمبرز بناتے ہیں جہاں الحادی مواد بار بار سامنے آتا ہے اور عقائد کمزور ہوتے ہیں۔ یہ انتشار دینی دلائل کی بجائے جذبات اور سادہ سوالات سے کام لیتا ہے جو نوجوانوں میں شکوک پیدا کرتا ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے سوشل میڈیا کے اثرات پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ پلیٹ فارم الحاد کو ایک وائرل تحریک بنا رہے ہیں جو دینی تعلیم کی کمی سے فائدہ اٹھاتے ہیں[35]۔ یہ انتشار فکری تنوع کی بجائے انتشار پیدا کر رہا ہے جو امت کے اتحاد کو متاثر کرتا ہے۔ اسلامی جواب میں سوشل میڈیا پر مثبت مواد اور عقلی دلائل کی ضرورت ہے تاکہ یہ انتشار روکا جا سکے۔ اس طرح سوشل میڈیا الحاد کے سب سے بڑے پھیلاؤ کا ذریعہ بن چکا ہے جو نوجوان نسل کو شدید متاثر کر رہا ہے۔

نوجوان نسل پر الحادی افکار کے اثرات

نوجوان نسل پر الحادی افکار کے اثرات انتہائی گہرے اور خطرناک ہیں جو ان کی شخصیت، اخلاقیات اور زندگی کے مقصد کو متاثر کر رہے ہیں۔ الحاد نے نوجوانوں میں عدم یقین، عبثیت اور مادّی لذت پرستی کو فروغ دیا ہے جو ڈپریشن، خودکشی کے رجحانات اور اخلاقی انحطاط کا باعث بن رہا ہے۔ وہ مذہب کو پسماندگی کا سبب سمجھ کر دینی اقدار سے دور ہو رہے ہیں اور سیکولر طرز زندگی کو اپنا رہے ہیں۔ یہ افکار خاندانی نظام، شادی اور ذمہ داریوں سے بھی دور کر رہے ہیں جو معاشرتی انتشار کا سبب بنتے ہیں۔ نوجوانوں میں دینی تعلیم کی کمی اور سوشل میڈیا کی زیادتی نے ان اثرات کو بڑھا دیا ہے۔ وحید الدین خان نے الحاد کے نوجوانوں پر اثرات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ افکار انسانی زندگی کو معنی سے خالی کر دیتے ہیں اور روحانی خلا پیدا کرتے ہیں جو سنگین نفسیاتی مسائل کا باعث بنتے ہیں[36]۔ یہ اثرات امت کی آنے والی نسلوں کی فکری اور روحانی صحت کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ اسلامی جواب میں نوجوانوں کو عقلی دلائل، مثبت رول ماڈلز اور دینی تربیت کی ضرورت ہے تاکہ یہ اثرات کم ہو سکیں۔ اس طرح الحادی افکار نوجوان نسل پر ایک خاموش بحران پیدا کر رہے ہیں جو امت کی مستقبل کی حفاظت کے لیے فوری توجہ طلب ہے۔

---

33 سید سلیمان ندوی، اسلام اور جدید چیلنجز، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 1960، ص67

34 محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید علوم، کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2008، ص134

35 محمد طاہر القادری، اسلام اور جدید ٹیکنالوجی، لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2012، ص189

36 وحید الدین خان، خدا وجود میں ہے، نئی دہلی: گڈورڈ بکس، 2005، ص210

9۔ قرآن کے عقلی دلائل کا جدید دور میں اطلاق

قرآن کریم کے عقلی دلائل جدید دور میں انتہائی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ یہ سائنسی ترقی، فکری چیلنجز اور الحادی اعتراضات کا موثر جواب دیتے ہیں۔ یہ دلائل کائنات کی تخلیق، نظم اور انسانی فطرت سے جڑے ہوئے ہیں جو جدید سائنس کی دریافتوں سے ہم آہنگ ہیں اور الحاد کی مادّی وضاحتوں کو رد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں عقل کو دعوت دی ہے کہ وہ نشانیوں پر غور کرے اور حق تک پہنچے۔ جدید دور میں یہ دلائل تعلیم، میڈیا اور علمی مکالموں میں استعمال ہو رہے ہیں جو نوجوانوں میں شکوک کو دور کرتے ہیں اور توحید کی بنیاد کو مضبوط کرتے ہیں۔ یہ اطلاق قرآن کی جامعیت کو ظاہر کرتا ہے جو ہر دور میں زندہ اور فعال رہتا ہے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے تفہیم القرآن میں بیان کیا ہے کہ قرآن کے عقلی دلائل جدید سائنسی حقائق سے مطابقت رکھتے ہیں جو الحاد کے مقابلے میں انتہائی موثر ہیں[37]۔ یہ دلائل انسانی عقل کو مطمئن کرتے ہیں اور ایمان کو عقلی بنیاد فراہم کرتے ہیں جو موجودہ دور کے فکری بحران کا حل ہیں۔ اس طرح قرآن کے یہ دلائل جدید چیلنجز کا بہترین جواب ہیں جو امت کو فکری طور پر مضبوط بناتے ہیں۔

جدید سائنسی دریافتوں کی روشنی میں قرآنی دلائل

جدید سائنسی دریافتیں جیسے بگ بینگ تھیوری اور کائنات کی توسیع قرآن کے عقلی دلائل سے ہم آہنگ ہیں جو اللہ کے وجود کو مزید واضح کرتی ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ آسمانوں اور زمین کو ہم نے جوڑ کر پیدا کیا پھر انہیں جدا کیا جو بگ بینگ کی طرح کائنات کی ابتدا کو بیان کرتا ہے۔ اسی طرح سورۃ الذاریات میں فرمایا کہ آسمان کو ہم نے طاقت سے پیدا کیا اور ہم ہی اسے وسعت دینے والے ہیں جو کائنات کی توسیع کی طرف اشارہ کرتا ہے جو ہبل کے قانون سے ثابت ہوئی ہے۔ یہ مطابقت قرآن کی صداقت کو ظاہر کرتی ہے جو 1400 سال پہلے بیان ہوئی مگر جدید سائنس نے تصدیق کی۔ یہ دلائل الحادی اعتراض کہ کائنات اتفاقی ہے کو رد کرتے ہیں اور ایک حکیم خالق کی ضرورت کو ثابت کرتے ہیں۔ امین احسن اصلاحی نے تدبر قرآن میں لکھا ہے کہ قرآن کی یہ آیات جدید کاسمولوجی سے مطابقت رکھتی ہیں جو عقل کو اللہ کی طرف لے جاتی ہیں[38]۔ یہ اطلاق جدید دور میں سائنس اور دین کے توازن کو قائم رکھتا ہے اور الحاد کی مادّی بنیادوں کو کمزور کرتا ہے۔ اس طرح قرآنی دلائل سائنسی ترقی کے ساتھ چلتے ہیں جو ایمان کی عقلی تقویت کا سبب بنتے ہیں۔

تعلیمی و فکری میدان میں قرآنی استدلال کا استعمال

تعلیمی اور فکری میدان میں قرآن کے عقلی دلائل کو استعمال کر کے اسلامی تعلیم کو جدید چیلنجز کے مطابق بنایا جا رہا ہے جو طلبہ میں تنقیدی سوچ اور عقلی استدلال کو فروغ دیتے ہیں۔ مدارس اور یونیورسٹیوں میں قرآن کی آیات کو سائنسی اور فلسفیانہ مباحثوں سے جوڑ کر پڑھایا جاتا ہے جو الحادی اعتراضات کا جواب دیتے ہیں۔ یہ استدلال طلبہ کو اندھے تقلید سے روکتے ہیں اور عقل کو وحی کی خدمت میں لگاتے ہیں۔ جدید نصاب میں قرآن کے دلائل کو منطق، فلسفہ اور سائنس کے ساتھ مربوط کیا جاتا ہے جو فکری میدان میں اسلامی موقف کو مضبوط بناتا ہے۔ یہ استعمال نوجوانوں میں ایمان کی حفاظت کرتا ہے اور انہیں الحادی افکار کا جواب دینے کے قابل بناتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے قرآن اور سائنس میں بیان کیا ہے کہ قرآنی استدلال تعلیمی میدان میں عقلی بنیاد فراہم کرتا ہے جو جدید فکری بحران کا حل ہے[39]۔ یہ اطلاق اسلامی تعلیم کو جامد نہیں بلکہ فعال اور زندہ رکھتا ہے جو طلبہ کو عقلی طور پر مضبوط بناتا ہے۔ اس طرح قرآنی دلائل تعلیمی اور فکری میدان میں الحاد کے مقابلے میں ایک طاقتور ہتھیار ہیں۔

جدید میڈیا اور علمی مکالمے کے ذریعے الحاد کا جواب

جدید میڈیا جیسے یوٹیوب، سوشل میڈیا اور آن لائن مباحثوں میں قرآن کے عقلی دلائل کا استعمال الحاد کا موثر جواب دے رہا ہے جو لاکھوں لوگوں تک پہنچ رہا ہے۔ داعی جیسے منصور، محمد حجاب اور دیگر قرآن کی آیات کو استعمال کر کے الحادیوں سے مکالمہ کرتے ہیں جو کائنات کی نشانیوں اور فطرت سے دلائل پیش کرتے ہیں۔ یہ مکالمے الحادیوں کے اعتراضات جیسے شر کا مسئلہ اور اتفاقی وجود کو عقلی طور پر رد کرتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر ویڈیوز اور پوسٹس کے ذریعے یہ دلائل نوجوانوں تک پہنچتے ہیں جو شکوک کو دور کرتے ہیں۔ یہ علمی مکالمے نرم اور حکیمانہ انداز میں ہوتے ہیں جو دل کو چھوتے ہیں اور ایمان کی طرف راغب کرتے ہیں۔ پروفیسر خورشید احمد نے قرآن کے مطالعہ میں لکھا ہے کہ

37 سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1972، جلد 5، ص 456

38 امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، لاہور: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، 1983، جلد 6، ص 289

39 اسرار احمد، قرآن اور سائنس، لاہور: تنویر ہاؤس، 1995، ص 378

جدید میڈیا میں قرآنی دلائل الحاد کے پھیلاؤ کو روکتے ہیں اور فکری میدان میں اسلامی موقف کو مضبوط کرتے ہیں[40]۔ یہ اطلاق الحاد کے ڈیجیٹل پروپیگنڈے کا جواب ہے جو امت کو فکری طور پر فعال رکھتا ہے۔ اس طرح قرآن کے دلائل جدید میڈیا اور مکالموں میں الحاد کو شکست دے رہے ہیں اور توحید کی تبلیغ کو موثر بنا رہے ہیں۔

10۔ نتائج اور سفارشات (Conclusion & Recommendations)

تحقیق کے بنیادی نتائج

یہ تحقیق قرآن کریم کی روشنی میں الحاد کے سدباب کے لیے عقلی دلائل اور ان کے جدید اطلاق پر مرکوز رہی ہے جس کے بنیادی نتائج سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن نہ صرف اللہ کے وجود کی عقلی بنیاد فراہم کرتا ہے بلکہ جدید دور کے تمام الحادی شبہات کا جامع اور مؤثر جواب بھی پیش کرتا ہے۔ کائنات کی تخلیق، نظم اور انسانی فطرت سے استدلال الحاد کے اتفاقی وجود اور مادیت پرستی کے دعوؤں کو جڑ سے رد کرتا ہے۔ قرآن کا اسلوب مکالمہ، تمثیلات اور نرمی پر مبنی ہے جو الحادی فکر کے مقابلے میں انتہائی حکیمانہ اور دل پذیر ہے۔ ابتدائی متکلمین سے لے کر جدید مفکرین تک کی کوششیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ اسلامی عقلی روایت ہر دور میں الحاد کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ سائنسی مادیت، سیکولر ازم اور سوشل میڈیا کے ذریعے پھیلنے والا فکری انتشار نوجوان نسل کو شدید متاثر کر رہا ہے مگر قرآن کے دلائل ان چیلنجز کا براہ راست جواب ہیں۔ تحقیق کا نتیجہ یہ نکلا کہ الحاد کوئی نیا رجحان نہیں بلکہ فکری غلطیوں اور اللہ کی نشانیوں سے غفلت کا نتیجہ ہے اور قرآن اس غفلت کو دور کرنے کا مکمل علاج ہے۔ یہ نتائج مسلمان معاشروں میں ایمان کی حفاظت اور فکری بیداری کی ضرورت کو اجاگر کرتے ہیں۔ قرآن کی عقلی آیات آج بھی زندہ اور فعال ہیں جو الحاد کے ہر نئے دعوے کا جواب دینے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ یہ تحقیق الحاد کے سدباب کے لیے ایک فکری بنیاد فراہم کرتی ہے جو عملی اقدامات کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

الحاد کے سدباب کے لیے عملی تجاویز

الحاد کے سدباب کے لیے عملی تجاویز سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن کے عقلی دلائل کو جدید تعلیمی نصاب، میڈیا اور فکری مکالموں میں فعال طور پر استعمال کیا جائے۔ سکولوں اور یونیورسٹیوں میں قرآن کی کائناتی آیات کو سائنسی حقائق کے ساتھ جوڑ کر پڑھایا جائے تاکہ طلبہ الحاد کے سائنسی دعوؤں کو عقلی طور پر رد کر سکیں۔ سوشل میڈیا پر قرآنی دلائل کو سادہ ویڈیوز، انفوگرافکس اور لائیو مباحثوں کے ذریعے پیش کیا جائے جو نوجوانوں تک براہ راست پہنچیں۔ علماء اور دانشوروں کو تربیت دی جائے کہ وہ الحادی شبہات کا جواب نرمی اور حکمت سے دیں۔ خاندانی سطح پر بچوں کو فطری توحید اور ضمیر کی آواز سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ الحادی فکر سے متاثر نہ ہوں۔ مساجد اور دینی مراکز میں عقلی مباحثوں کے پروگرام شروع کیے جائیں جو جدید مسائل پر قرآن کی روشنی میں بات کریں۔ میڈیا اور انٹرنیٹ کمپنیوں سے مطالبہ کیا جائے کہ الحادی مواد کی ترویج کو کنٹرول کیا جائے اور مثبت فکری مواد کو فروغ دیا جائے۔ یہ تجاویز اگر نافذ ہوئیں تو الحاد کا پھیلاؤ روکا جاسکتا ہے اور نوجوان نسل کو ایمان کی مضبوط بنیاد مل سکتی ہے۔ یہ اقدامات فکری، تعلیمی اور سماجی سطح پر ایک جامع حکمت عملی کا حصہ ہونے چاہئیں جو الحاد کے مقابلے میں فعال کردار ادا کریں۔ یہ تجاویز تحقیق کے عملی نتیجے ہیں جو معاشرے میں فکری بیداری پیدا کرنے کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔

مستقبل کی تحقیق کے ممکنہ پہلو

مستقبل کی تحقیق کے ممکنہ پہلو سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن کے عقلی دلائل کو مزید وسیع اور مخصوص شعبوں میں مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ الحاد کے نئے چیلنجز کا سامنا کیا جاسکے۔ سائنسی میدان میں قرآن کی آیات اور جدید دریافتوں جیسے مصنوعی ذہانت، جینیاتی انجینئرنگ اور خلائی تحقیق کے درمیان ہم آہنگی پر مزید کام کیا جاسکتا ہے۔ نوجوانوں کے فکری رجحانات اور سوشل میڈیا کے اثرات پر تجزیاتی مطالعے کیے جائیں تاکہ الحادی فکر کے پھیلاؤ کے نفسیاتی اور سماجی عوامل سمجھے جاسکیں۔ اسلامی ممالک میں الحاد کے پھیلاؤ کی شرح اور اس کے اسباب پر مقامی سطح کے سروے اور تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔ قرآنی استدلال کو جدید فلسفیانہ مکاتب فکر جیسے پوسٹ ماڈرنزم اور نیو ایتھیسزم کے مقابلے میں مزید واضح کرنے کے لیے تقابلی مطالعے کیے جاسکتے ہیں۔ تعلیمی نصاب میں قرآنی دلائل کے انضمام کے اثرات پر تجرباتی تحقیق کی جائے۔ یہ ممکنہ پہلو تحقیق کو مزید عملی اور دور رس بنائیں گے جو الحاد کے سدباب میں نئی حکمت عملیاں تیار کرنے میں مددگار ثابت ہوں گے۔ یہ تجاویز مستقبل کے محققین کے لیے ایک رہنما لائن ہیں جو قرآن کی عقلی طاقت کو جدید چیلنجز کے تناظر میں استعمال کرنے کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ یہ پہلو اسلامی فکری ترقی اور ایمان کی حفاظت کے لیے ناگزیر ہیں۔

---

[40] خورشید احمد، قرآن کا مطالعہ، لاہور: اسلامی پبلیکیشنز، 1988، ص 512